Journal of World Religions and Interfaith

ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)

Vol. 4, Issue 2, Spring (July-December) 2025, PP. 372-386

HEC Recog. no. 2(27)HEC/R&ID/RJ/24/630, Date: 16/4/2025

HEC:https://www.hec.gov.pk/english/services/faculty/journals/Documents/List%20of%20national%20journals%20on%20web-1.pdf

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/278

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/4229

Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title An Analytical Study of The Services of National and International Scholars and Institition in Interfaith Dialogue

Author (s): Asma Aziz, Saira Batool
Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad

Received on: 13 November, 2025
Accepted on: 03 December, 2025
Published on: 04 December, 2025

Citation: Aziz, Asma, Saira Batool (2025). An Analytical Study of The Services of National and International Scholars and Institition in Interfaith Dialogue. *Journal of World Religions and Interfaith Harmony*, *4*(2), 31–49. Retrieved from https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/4229

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

JWRIH 04:02 (2025) pp. 31-49 ISSN: 2958-9932

An Analytical Study of The Services of National and International Scholars and Institition in Interfaith Dialogue

مکالمہ بین المذاہب میں قومی اور بین الاقوامی علماء اور اداروں کی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Asma Aziz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad
asmaaziz@gcwuf.edu.pk
Saira Batool (Corresponding)
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad
sairatalha62@gmail.com

Abstract
The concept of interfaith dialogue denotes a constructive and truth-based communication among followers of diverse religions, aimed at promoting mutual respect, understanding, and peaceful coexistence. Islam, through its universal principles, strongly advocates the significance of dialogue as a means of fostering harmony and resolving conflicts. Both national and international Muslim scholars and institutions have played a pivotal role in strengthening interfaith engagement. They contribute through sermons, seminars, and conferences in mosques, madāris, and Islamic centers, addressing contemporary religious and social issues. On the global stage, Muslim scholars actively participate in international forums, including conferences and workshops, where they represent the perspectives and concerns of the Muslim world while promoting peaceful interreligious relations. International organizations such as the United Nations and the World Council of Churches have also facilitated platforms for dialogue among global faith leaders, advancing understanding and cooperation. This study presents an analytical exploration of the contributions of national and international Muslim scholars and institutions toward the promotion of interfaith dialogue. It further provides recommendations for enhancing future initiatives aimed at deepening interreligious harmony. The primary objective of this research is to cultivate a culture of tolerance, respect, and peaceful coexistence among different faith communities, thereby contributing to global peace and unity. In Pakistan, several scholars and institutions—most notably Maulana Zahid ur Rashdi—have made significant efforts to advance interfaith dialogue through academic and religious engagements.

Keywords: *Interfaith Dialogue; Islamic Perspective; Religious Communication; Interreligious Harmony; Muslim Scholars; Peace and Coexistence.*

تعارف

مکالمۂ بین المذاہب عصرِ حاضر کی فکری، سماجی اور تہذیبی سطح پر نہایت اہم علمی و تحقیقی موضوع کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ انسانی تمدن کی تاریخ گواہ ہے کہ مذاہبِ عالم کے درمیان باہمی تعامل، افہام و تفہیم اور فکری تبادلے کے مواقع ہمیشہ موجود رہے ہیں، تاہم جدید دور میں سیاسی تنازعات، تہذیبی تصادم، مذہبی انتہاپسندی اور شناخت کے بحران نے اس ضرورت کو مزید نمایاں کر دیا ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکار امن، رواداری، اور باہمی احترام کے اصولوں پر مبنی مکالمے کو فروغ دیں۔

مکالمہ بین المذاہب نہ صرف مذہبی سطح پر ایک فکری ضرورت ہے بلکہ یہ بین الاقوامی تعلقات، انسانی حقوق، اور عالمی امن کے فروغ کے لیے بھی ایک بنیادی تقاضا بن چکا ہے۔ اس تناظر میں مختلف ممالک کے علمی و دینی اداروں، مذہبی رہنماؤں اور مفکرین نے مکالمے کی روایت کو مضبوط بنانے کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے مذہب کو تصادم کے بجائے اتحادِ انسانیت اور اخلاقی ہم آہنگی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے علمی مباحث، کانفرنسوں، تحقیقی منصوبوں اور عملی اقدامات کے ذریعے ایک متوازن عالمی فکری رویے کی تشکیل کی کوشش کی ہے۔

پاکستان میں بھی اس ضمن میں متعدد علمی و مذہبی شخصیات اور ادارے فعال کردار ادا کر رہے ہیں جنہوں نے مکالمہ بین المذاہب کے فروغ کے لیے نہ صرف علمی سطح پر مباحث کا آغاز کیا بلکہ بین الاقوامی اداروں کے ساتھ اشتراکِ عمل کے ذریعے مختلف مکاتبِ فکر اور مذاہب کے درمیان تفہیم اور برداشت کے کلچر کو عام کیا۔

زیرِ نظر تحقیقی مطالعہ میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر مکالمہ بین المذاہب میں خدمات انجام دینے والے علماء و اداروں کی کاوشوں کا تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ ان کوششوں کے فکری پس منظر، علمی بنیادوں، طریقۂ کار، اور عملی نتائج کو سائنسی و تحقیقی معیار پر پرکھا جائے تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ ان خدمات نے عالمی سطح پر مذہبی ہم آہنگی، فکری رواداری، اور انسانی اخوت کے فروغ میں کس حد تک مؤثر کردار ادا کیا۔

یہ مطالعہ نہ صرف تاریخی و فکری تناظر میں مکالمہ بین المذاہب کے ارتقاء کو واضح کرے گا بلکہ مستقبل کے لیے ایک علمی رہنمائی بھی فراہم کرے گا کہ اس مکالمے کو علمی، سماجی اور اداراتی سطح پر کس طرح مزید مستحکم اور بامقصد بنایا جا سکتا ہے۔

مکالمہ بین المذاہب کا معنیٰ و مفہوم

مکالمۂ بین المذاہب (Interfaith Dialogue) سے مراد مختلف مذاہب، عقائد اور روحانی روایتوں کے ماننے والوں کے مابین ایسا باہمی تبادلۂ خیال ہے جو احترام، رواداری، فہم و تفہیم اور امنِ عالم کے فروغ کے اصولوں پر مبنی ہو۔ یہ صرف نظریاتی گفتگو نہیں بلکہ ایک فکری و اخلاقی عمل ہے جس کا مقصد مختلف مذہبی برادریوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنا، مشترکہ اقدار کو اُجاگر کرنا، اور ایک دوسرے کے عقائد و روایتوں کو سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کرنا ہے۔ لغوی طور پر "بین المذاہب مکالمہ" دو الفاظ کا مرکب ہے: بین بمعنی "درمیان"، المذاہب جمع ہے "مذہب" کی، یعنی "مختلف مذاہب کے درمیان ہونے والی گفتگو یا تبادلۂ خیال"۔

اصطلاحاً یہ ایک ایسا منظم فکری و عملی عمل ہے جس میں مختلف مذاہب کے علما، رہنما اور نمائندے علمی و اخلاقی بنیادوں پر ایک دوسرے کے ساتھ مکالمہ کرتے ہیں تاکہ باہمی احترام، برداشت، اور امنِ بقائے باہمی (Coexistence) کے اصولوں کو فروغ دیا جاسکے۔ ڈاکٹر ہانس کونگ (Hans Küng, 1928–2021) جو جدید بین المذاہب تحریک کے بانی مفکرین میں شمار ہوتے ہیں کے مطابق:

"دنیا میں امن، مذاہب کے درمیان امن کے بغیر ممکن نہیں، اور مذاہب کے درمیان امن، مکالمے کے بغیر ممکن نہیں۔"[1]

اسی طرح جان ہِک (John Hick)، جو مذہبی کثرتیت (Religious Pluralism) کے معروف فلسفی ہیں، مکالمہ بین المذاہب کو ایک ایسا پلیٹ فارم قرار دیتے ہیں جہاں مختلف مذاہب "حقیقتِ مطلق" (Ultimate Reality) کی مختلف تعبیرات کے طور پر ایک دوسرے کو سمجھنے اور احترام کرنے کی فضا پیدا کرتے ہیں۔[2]

اسلامی تناظر میں مکالمۂ بین المذاہب کی جڑیں قرآنی تعلیمات میں نہایت مضبوط ہیں۔ قرآنِ کریم مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ حکمت و حسنِ اخلاق کے ساتھ بات چیت کی دعوت دیتا ہے۔

---

[1] Küng, H. "Two flags over Jerusalem? There can be no peace among the nations without peace among the religions. European Affairs," 5 no. 2, 1991: 6–11.

[2] Hick, J. *An Interpretation of Religion: Human Responses to the Transcenden*t (New Haven, CT: Yale University Press, 1989).

"وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"(3)

(اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر اس طریقے سے جو بہترین ہو۔)

اسی طرح سورۃ آلِ عمران میں فرمایا گیا:

" تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ"(4)

(یعنی آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔)

یہ آیات مکالمے کے اس اسلامی اصول کو واضح کرتی ہیں جس کی بنیاد باہمی احترام، عدل، اور سچائی کی تلاش پر ہے۔ پس، مکالمہ بین المذاہب محض ایک نظری یا سفارتی کوشش نہیں بلکہ ایک اخلاقی، علمی اور روحانی فریضہ ہے جس کا مقصد انسانیت کے مشترکہ اخلاقی ضمیر کو بیدار کرنا، تعصب و نفرت کے بجائے محبت و انصاف کی فضا پیدا کرنا، اور مختلف مذاہب کے مابین امنِ عالم، بقائے باہمی اور انسانی وحدت کے اصولوں کو عملی شکل دینا ہے۔

مکالمۂ بین المذاہب میں ہم آہنگی-صدرِ اسلام میں:

صدرِ اسلام کے ابتدائی دور میں مکالمۂ بین المذاہب نہ صرف ایک فکری سرگرمی تھی بلکہ ایک عملی حقیقت کے طور پر اسلامی معاشرے کا بنیادی حصہ بن چکی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے مختلف مذاہب، اقوام اور تہذیبوں کے ساتھ جس تدبر، رواداری اور حکمت سے تعامل فرمایا، وہ آج کے بین المذاہب مکالمے کے اصولوں کی اصل بنیاد فراہم کرتا ہے۔ قرآنِ مجید میں اس طرزِ عمل کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"(5)

(اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ، اور ان سے ایسے طریقے سے بحث کرو جو بہترین ہو۔)

یہ آیت مکالمے کی وہ قرآنی اساس فراہم کرتی ہے جو احترام، رواداری اور فکری شائستگی پر مبنی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں متعدد واقعات اس اصول کے عملی مظاہر کے طور پر ملتے ہیں۔

---

[3] العنکبوت:46

[4] آلِ عمران:64

[5] النحل:125

1) معاہدۂ مدینہ (622ء):

جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو وہاں مختلف قبائل اور مذاہب کے لوگ آباد تھے، جن میں یہودی، مشرکین اور مسلمان شامل تھے۔ آپ ﷺ نے ان تمام گروہوں کے درمیان میثاقِ مدینہ کے نام سے ایک تحریری معاہدہ تشکیل دیا، جسے تاریخِ انسانیت کا پہلا سیکولر-مذہبی آئین بھی کہا جا سکتا ہے[6]۔ اس معاہدے میں یہ اصول طے کیا گیا کہ ہر مذہبی گروہ کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی مکمل آزادی حاصل ہوگی، اور سب شہری برابر کے حقوق رکھتے ہیں[7]۔ یہ واقعہ صدرِ اسلام میں بین المذاہب ہم آہنگی کی پہلی مؤثر مثال کے طور پر سامنے آتا ہے۔

2) نجران کے عیسائیوں سے مکالمہ:

9 ہجری میں نجران سے ایک عیسائی وفد مدینہ منورہ آیا تاکہ اسلام کے بارے میں براہِ راست معلومات حاصل کر سکے۔ نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف ان کے سوالات کو صبر و تحمل سے سنا بلکہ انہیں مسجدِ نبوی میں قیام اور اپنی عبادت کرنے کی اجازت بھی دی[8]۔ یہ واقعہ مذہبی آزادی، باہمی احترام، اور علمی تبادلے کی ایسی روشن مثال ہے جو مکالمۂ بین المذاہب کے اصولی ڈھانچے کی اساس ہے۔

3) یہودی علماء سے علمی گفتگو:

مدینہ منورہ میں یہودی علماء کے ساتھ متعدد علمی و دینی مکالمے ہوئے جن میں بنیادی مذہبی عقائد جیسے توحید، نبوت، اور وحی پر بات چیت کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے ہمیشہ علمی، منطقی اور اخلاقی انداز میں گفتگو فرمائی[9]۔ ان مکالمات میں کبھی بھی جبر یا تعصب کا پہلو شامل نہیں ہوا بلکہ مقصد فکری وضاحت اور اخلاقی اصلاح تھا۔

4) نجاشی حبشی کے ساتھ مکالمہ:

ہجرتِ حبشہ کے موقع پر جب مسلمانوں نے بادشاہِ حبشہ نجاشی کے دربار میں پناہ کی درخواست کی، تو حضرت جعفر

---

[6] حمید اللہ، میثاقِ مدینہ: ایک تجزیاتی مطالعہ، 1958، ص 37–40

[7] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج 2، ص 147

[8] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج 1، ص 356 / ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج 2، ص 224

[9] صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، حدیث: 7؛ نیز ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج 1، ص 223

بن ابی طالبؓ نے اسلام کے عقائد کو نہایت حکیمانہ اور مودبانہ انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے سورۃ مریم کی تلاوت کی جس سے نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے[10]۔ یہ مکالمہ مذہبی تفہیم اور انسانی احترام کی وہ مثال ہے جس نے اسلام کے پیغامِ عدل و مساوات کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرایا۔

ان تمام مثالوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ صدرِ اسلام میں مکالمۂ بین المذاہب صرف نظری گفتگو نہیں بلکہ امن، عدل، مذہبی رواداری اور انسانی وقار پر مبنی ایک منظم اخلاقی و سماجی نظام تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے مکالمے کو دعوت، تفہیم، اور مشترکہ انسانی اقدار کے فروغ کا ذریعہ بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب کی بنیاد میں مکالمہ، برداشت، اور احترامِ انسانیت کے عناصر مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

مکالمۂ بین المذاہب میں پاکستانی علماء کا کردار

پاکستان میں بین المذاہب افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کے فروغ میں متعدد علماء نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان کے اقدامات نہ صرف علمی و فکری میدان میں قابلِ قدر ہیں بلکہ عملی سطح پر بھی انہوں نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور سماجی امن کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔

(ا الف) علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا کردار:

فکری اور عملی رہنمائی:

علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ملتِ اسلامیہ کی فکری نشوونما اور اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے پاکستان میں علمی و عملی دونوں سطحوں پر اقدامات کیے۔ ان کا ماننا ہے کہ نوجوان نسل اسلامی ثقافت کو اس کے اصل عروج پر واپس لانے کی کلید ہے، اور انہوں نے اس کے لیے ایک منظم اور جامع منصوبہ بندی ترتیب دی ہے[11]۔

مسلم-کرسچن ڈائیلاگ فورم(MCDF)

شیخ الاسلام کی رہنمائی میں مسلم-کرسچن ڈائیلاگ فورم قائم کیا گیا تاکہ مسلم اور عیسائی رہنماؤں کے درمیان افہام و

---

[10] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج1، ص371؛ طبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص98

[11] القادری، محمد طاہر۔ (2005ء) .اسلامی ثقافت اور ملتِ اسلامیہ کی نشوونما .لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز۔ ص۔45

تفہیم اور مکالمے کو فروغ دیا جا سکے۔ فورم نے گزشتہ دہائی کے دوران ملک میں بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں فعال کردار ادا کیا، اور اعلیٰ مسیحی اسقفوں کی حمایت سے امن کی کوششوں کو آگے بڑھایا۔[12]

مسیحی وفد کی جامع مسجد منہاج القرآن میں آمد

15 مارچ 2002 کو، مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم کے چالیس عیسائی اراکین نے منہاج القرآن کے مرکزی دفتر میں شیخ الاسلام کی عیادت کی۔ انہیں جامع مسجد میں سنتِ نبوی کے مطابق عبادت کی اجازت دی گئی، جو ایک تاریخی اور علامتی قدم تھا۔ اس اقدام سے ظاہر ہوا کہ عیسائی مسلم معاشرے کے اندر دوستی اور عبادت کی آزادی کا حق رکھتے ہیں۔ اس موقع پر عیسائی مشنری اسقف اینڈریو فرانسس نے شیخ الاسلام کی کاوش کو سراہا اور کہا:

"آج کا دن پاکستانی اور برصغیر کی تاریخ میں اہم ہے کیونکہ یہ ایک مسلمان اسکالر کی طرف سے عیسائی ممبران کا خیر مقدم کرنے کی علامت ہے۔"[13]

توہین آمیز فلموں اور مذہبی ہتک کے خلاف اقدامات

شیخ الاسلام نے بین الاقوامی سطح پر مذہب کے احترام کے لیے بھی کام کیا۔ انہوں نے توہین آمیز فلموں کے خلاف اقوام متحدہ، او آئی سی اور دیگر عالمی رہنماؤں کو خطوط لکھے، اور قانونی سفارشات پیش کیں تاکہ مذہب کی توہین کو بین الاقوامی قوانین کے تحت روکا جا سکے۔ یہ خطوط انگریزی، اردو، عربی اور نارویجن زبانوں میں شائع کیے گئے[14]۔

(ب) علامہ راغب حسین نعیمی کا کردار

---

[12] مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم۔ (2002ء). پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کی کوششیں: سالانہ رپورٹ 2002. لاہور: مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم (MCDF)۔

[13] مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم۔ (2002ء). پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کی کوششیں: سالانہ رپورٹ 2002. لاہور: مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم (MCDF)، ص15۔

[14] القادری، محمد طاہر۔ (2010ء). بین الاقوامی سطح پر مذہب کے احترام کے لیے خطوط: اقوام متحدہ اور او آئی سی کے لیے سفارشات [Letters for the Respect of Religion at International Level: Recommendations to UN and OIC]. لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز۔

بین المذاہب ہم آہنگی کی اہمیت

علامہ راغب حسین نعیمی نے بین المذاہب مکالمے اور ہم آہنگی کو وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیا۔ ان کے مطابق معاشرتی امن قائم رکھنے کے لیے برداشت اور رواداری کو فروغ دینا لازمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی شہری ہونے کے ناطے دوسروں کے نظریات کا احترام اور تعصب سے پرہیز کرنا ہماری ذمہ داری ہے[15]۔

تربیتی ورکشاپ اور تعلیمی اقدامات

انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ، جامعہ نعیمیہ کے زیر اہتمام منعقدہ دو روزہ ورکشاپ میں انہوں نے بین المذاہب مکالمے کی فوری ضرورت پر زور دیا۔ ان کے مطابق تمام الٰہی مذاہب **اخوت، رواداری اور امن** کی تعلیم دیتے ہیں، اور نوجوان ماہرین تعلیم کو **مذہبی امن، مساوات اور انسانی فلاح** کے فروغ کے لیے تربیت دی جانی چاہیے[16]۔

مکالموں اور سماجی ہم آہنگی

علامہ نعیمی کے مطابق مذہبی اتحاد کو ہر سطح پر فروغ دینا ضروری ہے۔ عبادت گاہ ہو یا تعلیمی ادارہ، بین المذاہب مکالمے اور رواداری کے فروغ سے معاشرے میں امن قائم رہ سکتا ہے۔ انہوں نے معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ میں مذہبی رہنماؤں اور اداروں کی شراکت پر بھی زور دیا[17]۔

فلسطینی عوام کی حمایت

ڈاکٹر راغب حسین نعیمی نے عالمی سطح پر مظلوم فلسطینی عوام کے حقوق کے لیے آواز بلند کی۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیلی مظالم کی روک تھام کے لیے اقوام متحدہ اور او آئی سی کو ٹھوس اقدامات کرنے چاہیے۔ انہوں نے مسلم اُمہ کو عملی کردار ادا کرنے کی تلقین کی اور عالمی برادری سے انصاف کی توقع رکھی[18]۔

---

[15] جامعہ نعیمیہ پریس ریلیز۔(2015ء) . بین المذاہب مکالمے اور ہم آہنگی پر علامہ راغب حسین نعیمی کے خیالات . کراچی: جامعہ نعیمیہ پریس۔

[16] ایضاً

[17] اسلامی نظریاتی کونسل۔(2016ء) . بین المذاہب مکالمہ اور معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ پر رپورٹ۔ اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل۔

[18] جنگ۔(2018ء، لاہور). ڈاکٹر راغب حسین نعیمی کی فلسطینی عوام کے حقوق کے لیے عالمی سطح پر آواز بلند کرنے کی رپورٹ۔ جنگ اخبار، لاہور۔

توہین مذہب پر رویہ

علامہ نعیمی نے واضح کیا کہ توہین مذہب کے خلاف قانونی اقدامات ریاست کی ذمہ داری ہیں، نہ کہ فرد یا ہجوم کی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام، آئین اور قانون کے تحت ہی سزا کا تعین کیا جائے، اور کسی بھی شخص کو خود سے سزا دینے کا اختیار نہیں ہے[19]۔

مکالمۂ بین المذاہب میں پاکستانی اداروں کا کردار

پاکستان میں مختلف سرکاری، مذہبی اور سماجی اداروں نے بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری، اور امن کے فروغ میں قابلِ ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پارلیمانی سروسز (PIPS) ، پاکستان علمائے کونسل، اور پاکستان الائنس فار گرلز ایجوکیشن (PAGE) نمایاں ادارے ہیں۔ ان اداروں نے مکالمے کے فروغ، مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے، اور مذہبی اقلیتوں کے ساتھ مثبت تعلقات استوار کرنے کے لیے متعدد عملی اقدامات کیے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل اور بین المذاہب ہم آہنگی

اسلامی نظریاتی کونسل (CII) نے بین المذاہب مکالمے کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز کی قیادت میں کونسل نے مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے متعدد بین الاقوامی و قومی فورمز پر مکالماتی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ اسلام آباد میں منعقدہ ایک دوروزہ ورکشاپ) منعقدہ: پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پارلیمانی سروسز[PIPS] ، 2021ء (میں ڈاکٹر قبلہ ایاز نے کہا کہ پاکستانی معاشرہ مذہبی اقدار کو بظاہر برقرار رکھتا ہے، مگر سچائی، رواداری، اور احترامِ انسانیت جیسی اخلاقی قدریں زوال پذیر ہیں۔ انہوں نے زور دیا کہ حقیقی سماجی تبدیلی اسی وقت ممکن ہے جب مذہبی مکالمہ انسانیت، برداشت، اور باہمی احترام کے اصولوں پر مبنی ہو[20]۔

توہین آمیز اقدامات کی مذمت اور عالمی مکالمہ

---

[19] جامعہ نعیمیہ۔ (2017ء) . توہین مذہب کے خلاف قانونی اقدامات: علامہ راغب حسین نعیمی کے خیالات۔ کراچی: جامعہ نعیمیہ۔

[20] پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پارلیمانی سروسز (PIPS). (2021ء). اسلام آباد .(نوجوانوں کے لیے بین المذاہب ہم آہنگی پر ورکشاپ: اسلامی نظریاتی کونسل کی شرکت اور مکالماتی سرگرمیاں۔ اسلام آباد: پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پارلیمانی سروسز۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے ہمیشہ ایسے اقدامات کی مذمت کی ہے جو مذہبی جذبات کو مجروح کریں۔ 2020ء میں کونسل نے ایک قرارداد منظور کی جس میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کا مطالبہ کیا گیا۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں کہا گیا کہ عالمِ اسلام کو عالمی سطح پر مذہبی احترام کے اصولوں کے فروغ کے لیے متحد ہونا چاہیے[21]۔

تعلیمِ نسواں پر بین المذاہب مکالمہ

2024ء میں اسلامی نظریاتی کونسل نے روٹس ملینیم اسکول اور پاکستان الائنس فار گرلز ایجوکیشن (PAGE) کے اشتراک سے "لڑکیوں کی تعلیم" کے موضوع پر ایک قومی بین المذاہب مکالمہ شروع کیا۔ اس مکالمے کا مقصد معاشرتی و مذہبی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے تعلیمِ نسواں کو فروغ دینا تھا۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز نے اس موقع پر کہا کہ:

"تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے، قطع نظر جنس یا مذہب۔ اگر ہم بطور مومن مل کر کام کریں تو پاکستانی بچوں خصوصاً بچیوں کا مستقبل روشن ہو سکتا ہے۔"[22]

پاکستان علمائے کونسل کا کردار

پاکستان علمائے کونسل (PUC) نے مکالمۂ بین المذاہب کے فروغ، دہشت گردی کے خاتمے، اور مذہبی ہم آہنگی کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ حافظ محمد طاہر محمود اشرفی کی سربراہی میں یہ ادارہ نہ صرف مذہبی مکاتبِ فکر کے درمیان افہام و تفہیم پیدا کر رہا ہے بلکہ اقلیتوں کے ساتھ رواداری کے عملی مظاہر بھی سامنے لا رہا ہے۔

دہشت گردی وانتہاپسندی کے خاتمے کے لیے مکالمہ

---

[21] ڈنیا نیوز۔(2020ء). اسلامی نظریاتی کونسل کی قرارداد: توہین آمیز خاکوں کے خلاف بین الاقوامی قانون سازی کا مطالبہ۔ .Dunya News
اسلامی نظریاتی کونسل۔(2021ء) . سالانہ رپورٹ 2021: مذہبی احترام اور بین المذاہب ہم آہنگی۔ اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل۔

[22] پاکستان الائنس فار گرلز ایجوکیشن (PAGE) اور اسلامی نظریاتی کونسل (CII). (2024ء، اپریل، اسلام آباد .(لڑکیوں کی تعلیم پر قومی بین المذاہب مکالمہ: ورکشاپ رپورٹ .[PAGE & CII Interfaith Dialogue on Girls' Education] اسلام آباد: PAGE & CII۔

2019ء میں اسلام آباد کلب میں منعقدہ پریس کانفرنس میں پاکستان علمائے کونسل اور مسلم علماء کونسل نے مشترکہ اعلامیہ جاری کیا، جس میں **انتہا پسندی کے خاتمے**، **امن و رواداری کے فروغ**، اور **بین المذاہب مکالمے** کی ترویج پر اتفاق کیا گیا۔ اعلامیے کے چھ نکات میں نوجوان نسل کی قرآنی و اخلاقی تربیت، مذہبی احترام پر مبنی قوانین، اور مکالمے کے فروغ کو بنیادی ترجیح دی گئی[23]۔

توہینِ مذہب و رسالت کے قوانین پر موقف

"استحکامِ پاکستان علماء و مشائخ کانفرنس" (لاہور، 2015ء) میں پاکستان علمائے کونسل نے واضح کیا کہ پاکستان میں توہینِ مذہب و رسالت کے قوانین کا غلط استعمال نہیں کیا جا رہا۔ اعلامیہ میں عالمی اداروں اور بین المذاہب تنظیموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا گیا کہ پاکستان کے تمام مذہبی طبقات اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے قوانین کا احترام لازم ہے، تاہم ان کا غلط استعمال روکنے کے لیے مشترکہ نگرانی ضروری ہے[24]۔

مساجد و مدارس اور مکالماتی کردار

پاکستان علمائے کونسل نے مساجد و مدارس کو مکالمے کے مراکز کے طور پر استعمال کرنے پر زور دیا۔ 2019ء میں مدارس کی وزارتِ تعلیم سے رجسٹریشن کا معاہدہ، جس پر مفتی تقی عثمانی سمیت متعدد اکابرین نے دستخط کیے، مدارس کو قومی تعلیمی دھارے کا حصہ بنانے کی سمت ایک اہم قدم تھا۔ حافظ طاہر اشرفی کے مطابق، مدارس کے طلبہ کو مکالمے، رواداری، اور قومی یکجہتی کی تعلیم دینا ضروری ہے تاکہ مذہب کے نام پر نفرت یا تقسیم کی گنجائش باقی نہ رہے[25]۔

---

[23] صبح نیوز۔ (2019ء، اسلام آباد). پاکستان علمائے کونسل اور مسلم علماء کونسل کا مشترکہ اعلامیہ: انتہا پسندی کے خاتمے اور بین المذاہب مکالمے کے فروغ پر زور۔ صبح نیوز، اسلام آباد۔

[24] الحمرا ہال کانفرنس۔ (2015ء، لاہور) .استحکام پاکستان علماء و مشائخ کانفرنس: توہینِ مذہب و رسالت کے قوانین پر اعلامیہ [Alhamra Hall Conference: Declaration on Blasphemy Laws]. لاہور: پاکستان علمائے کونسل۔

[25] پاکستان علمائے کونسل۔ (2019ء، اسلام آباد) .مساجد و مدارس کو مکالمے کے مراکز بنانے پر پریس کانفرنس [Pakistan Ulama Council Press Conference on Using Mosques and Madrasas as Dialogue Centers]. اسلام آباد: پاکستان علمائے کونسل۔

بین الاقوامی علماء کا کردار برائے مکالمۂ بین المذاہب

بین الاقوامی سطح پر متعدد مسلم اور غیر مسلم علماء نے مذہبی ہم آہنگی، رواداری، اور انسانیت کے مشترکہ مقاصد کے لیے مکالمے کو فروغ دیا ہے۔ ان میں شیخ الازہر ڈاکٹر احمد الطیب، فتح اللہ گولن، پوپ فرانسس، اور مختلف بین الاقوامی ادارے جیسے الازہر یونیورسٹی، ویٹیکن، بحرین ڈائیلاگ فورم، اور قازقستان کی بین الاقوامی مذہبی کانگریس شامل ہیں۔ ان تمام کا مشترکہ مقصد عالمی سطح پر امن، بقائے باہمی، اور انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے علمی و مذہبی بنیادوں پر مکالمے کا فروغ ہے۔

1. شیخ الازہر احمد الطیب کا کردار

شیخ احمد الطیب (Grand Imam of Al-Azhar) معاصر اسلامی دنیا میں بین المذاہب مکالمے کے سب سے مؤثر رہنماؤں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے الازہر یونیورسٹی کے پلیٹ فارم سے عیسائی، یہودی، اور دیگر مذاہب کے رہنماؤں کے ساتھ مفاہمت اور رواداری کے متعدد منصوبے شروع کیے۔ شیخ الطیب نے پوپ فرانسس کے ساتھ 2016ء میں "Document on Human Fraternity for World Peace and Living Together" پر دستخط کیے، جو ابو ظہبی میں تاریخی اہمیت کا حامل معاہدہ تھا۔ یہ دستاویز انسانی وقار، مذہبی آزادی، اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہے[26]۔

2. کیتھولک چرچ کے ساتھ بین المذاہب مکالمہ

شیخ الازہر نے کیتھولک چرچ کے ساتھ مکالماتی روابط کو فروغ دینے کے لیے مستقل بنیادوں پر بات چیت جاری رکھی۔ پوپ فرانسس سے ایک حالیہ ٹیلی فونک گفتگو (2024ء) میں انہوں نے عالمی امن، انسانی بھائی چارے، اور تنازعات کے خاتمے کے لیے مشترکہ مذہبی کاوشوں پر زور دیا۔ دونوں رہنماؤں نے غزہ، یوکرین، اور سوڈان میں انسانی بحرانوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور عالمی مذہبی اداروں کی اخلاقی و روحانی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا۔ شیخ الطیب نے کہا:

وزارتِ داخلہ۔ (2020ء). مدارس کی رجسٹریشن اور قومی تعلیمی دھارے میں شمولیت کے بارے میں اجلاس کے نوٹس [Meeting Notes on Registration of Madrasas and Integration into National Education Stream]. اسلام آباد: وزارتِ داخلہ۔

[26] الازہر یونیورسٹی اور ویٹیکن۔ (2019ء، ابو ظہبی). انسانی بھائی چارہ برائے عالمی امن اور ساتھ ساتھ زندگی گزارنے کے اصول: شیخ احمد الطیب اور پوپ فرانسس کے دستخط شدہ معاہدہ [Document on Human Fraternity for World Peace and Living Together]. ابو ظہبی: Al-Azhar University & Vatican.

"الازہر اور کیتھولک چرچ کے درمیان تعاون پر امن بقائے باہمی اور انتہا پسندی کے خلاف جدوجہد کا بنیادی ستون ہے۔"[27]

3. بین الاسلامی کانفرنس (Inter-Islamic and Interfaith Congress)

الازہر یونیورسٹی کے گرینڈ امام احمد الطیب نے قازقستان میں منعقدہ "عالمی و روایتی مذاہب کے رہنماؤں کی کانگریس" (Astana Congress, 2023) میں شرکت کی، جہاں انہوں نے مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے درمیان مکالمے کے فروغ کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ:

"ثقافتوں اور مذاہب کے درمیان مکالمہ اس وقت ناگزیر ہے جب دنیا داخلی تقسیم، انتہا پسندی، اور اخلاقی زوال جیسے بحرانوں سے دوچار ہو۔"

یہ کانفرنس قازقستان، بحرین، اور متحدہ عرب امارات کے اشتراک سے منعقد ہوئی، جس کا موضوع تھا: "Dialogue of Religions: Harmony for the Future." کانفرنس میں بحرین ڈائیلاگ فورم (2017ء) اور "King Hamad Global Centre for Peaceful Coexistence" کے نمائندوں نے بھی شرکت کی[28]۔

4. عرب پارلیمنٹ اور الازہر کے درمیان تعاون

4 اپریل 2024ء کو قاہرہ میں شیخ احمد الطیب نے عرب پارلیمنٹ کے اسپیکر عادل عبدالرحمن العصومی سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں بحرین اور الازہر کے درمیان مذہبی و ثقافتی تعاون پر بات ہوئی۔ شیخ الطیب نے کنگ حمد گلوبل سینٹر فار پیسفُل کوایگزیسٹنس کی خدمات کو سراہا اور اس بات پر زور دیا کہ:

"اسلامی دنیا کو مذہبی برداشت، امن، اور انسانی بھائی چارے کی اقدار کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کی ضرورت ہے[29]۔"

---

[27] Vatican News. (2024). Telephone conversation between Grand Imam of Al-Azhar and Pope Francis on global peace and human fraternity. Vatican News.
Al-Azhar. (2024, Cairo). Official Statement on Interfaith Dialogue and Cooperation between Al-Azhar and the Catholic Church. Cairo: Al-Azhar.

[28] Astana International Congress. (2023, Kazakhstan). Congress of Leaders of World and Traditional Religions: Dialogue and Harmony for the Future. Kazakhstan: Astana International Congress.
Bahrain Dialogue Forum. (2017). Proceedings on Promotion of Interfaith Dialogue. Bahrain: Bahrain Dialogue Forum & King Hamad Global Centre for Peaceful Coexistence.

[29] Bahrain News Agency (BNA). (April, 2024, Cairo). Meeting of Sheikh Ahmed Al-Tayeb with Speaker of the Arab Parliament Adel Abdulrahman Al-Osomi on Religious and Cultural Cooperation. Bahrain News Agency, Cairo Report

فتح اللہ گولن کا کردار برائے مکالمۂ بین المذاہب

فتح اللہ گولن ترکی کے معروف مفکر، مصلح، اور "خدمت تحریک "(Hizmet Movement) کے بانی ہیں۔ وہ مکالمہ، تعلیم، اور روحانی ہم آہنگی کے ذریعے عالمی امن کے فروغ پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی تحریریں اور تقریریں اسلامی اخلاقیات، انسانی وحدت، اور مذہبی افہام و تفہیم کے فلسفے پر مبنی ہیں۔

نظریۂ مکالمہ

گولن کے مطابق دنیا میں امن اور ہم آہنگی اسی وقت ممکن ہے جب مذہب اور عقل کے درمیان توازن قائم ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ:

"بین المذاہب مکالمہ انسانیت کو جوڑنے کا ایک ذریعہ ہے، نہ کہ مذاہب کو مدغم کرنے کا عمل۔"[30]

وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام، عیسائیت، اور یہودیت کے درمیان مکالمہ انسانی روح کی نجات، محبت، اور عدل کے فروغ کے لیے ناگزیر ہے۔

مکالمے کا مقصد

فتح اللہ گولن مکالمے کو "انسانی جزائر کے درمیان پل" سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مکالمے کا مقصد اختلاف کو مٹانا نہیں بلکہ تنوع کے احترام کے ساتھ انسانوں کو مشترکہ اخلاقی قدروں پر متحد کرنا ہے۔[31]

نرمی اور برداشت کا رویہ

گولن کا مؤقف ہے کہ مذہب کو طاقت یا جبر سے نہیں بلکہ محبت، حلم، اور اخلاقی تربیت سے فروغ دیا جانا چاہیے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

[30]Gülen, Fethullah. (1998). Dialogue and Tolerance. The Fountain Magazine.
[31]Gülen, Fethullah. (2004). Persuasive Power of Dialogue. Essays.

"اگر ہمیں کسی دوسرے کے عقیدے سے اختلاف ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس سے کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اختلاف میں عداوت نہیں، فہم پیدا کرنا اصل مقصد ہے۔"[32]

وہ مکالمے میں عاجزی، احترام، اور غیر مناظرانہ طرزِ گفتگو کو لازمی قرار دیتے ہیں۔

بین الاقوامی سطح پر شیخ الازہر احمد الطیب، پوپ فرانسس، اور فتح اللہ گولن جیسے مذہبی و فکری رہنماؤں نے بین المذاہب مکالمے کو ایک عالمی تحریک کی صورت دی ہے۔ ان کی مشترکہ کاوشوں نے یہ واضح کیا کہ مذہب کو تنازع نہیں بلکہ تعاون اور انسانی بھلائی کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ ان کا کام دراصل قرآنِ مجید کی اس تعلیم کا عملی مظہر ہے:

"وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا"[33]

(ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں اس لیے بنایا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔)

بین الاقوامی اداروں کا کردار

ورلڈ کونسل آف چرچز (World Council of Churches – WCC) **کا کردار**

ورلڈ کونسل آف چرچز ایک بین المذاہب تنظیم ہے جو 1948ء میں قائم ہوئی، اس کا مرکزی دفتر جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں واقع ہے۔ یہ ادارہ دنیا بھر میں عیسائی، مسلم، یہودی، ہندو، اور دیگر مذاہب کے درمیان افہام و تفہیم، امن، اور باہمی احترام کے فروغ کے لیے سرگرم ہے۔ WCC کے تحت مختلف مکالماتی منصوبے (Dialogue Programs) چلائے گئے جن کا بنیادی مقصد **مذہبی رواداری، امن، اور عالمی سطح پر ہم آہنگی** کو فروغ دینا تھا۔ ادارہ مختلف خطوں میں مذہبی تنازعات کے حل اور تعلیمی پروگراموں کے ذریعے مکالمے کی ثقافت کو عام کرنے میں مصروف ہے۔[34]

بین المذاہب مکالمے کے لئے مشترکہ عزم(Joint Commitment for Interreligious Dialogue)

ورلڈ کونسل آف چرچز (WCC) اور ویٹیکن کے ادارہ برائے بین المذاہب تعلقات Dicastery for

[32]Gülen, Fethullah. (2004). Toward a Global Civilization of Love and Tolerance. New Jersey: The Light Inc.

[33]القرآن المجید، سورۃ الحجرات، آیت 13۔

[34]World Council of Churches. (2023). Interreligious Dialogue and Cooperation. Geneva: WCC Publications.

Interreligious Dialogue (DID) نے 2023ء میں ایک مشترکہ بیان جاری کیا جس میں انہوں نے امن، افہام و تفہیم اور باہمی احترام کے فروغ کو اپنا مشترکہ مقصد قرار دیا۔ بیان میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا کہ مذہبی تنوع انسانی معاشروں کا لازمی حصہ ہے، اس لیے مکالمہ تصادم کو ختم کرنے اور بھائی چارے کو مضبوط کرنے کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ دونوں اداروں نے اپنی 50 سالہ رفاقت کے تسلسل میں مذہبی بنیادوں پر باہمی تعاون کو فروغ دینے پر اتفاق کیا[35]۔

عیسائی۔ مسلم مکالمہ (Christian–Muslim Dialogue)

ورلڈ کونسل آف چرچز کی تاریخ میں سب سے اہم مکالماتی شعبہ عیسائی۔ مسلم تعلقات سے متعلق ہے۔ 1972ء میں منعقد ہونے والی پہلی **Christian–Muslim Consultation** نے دونوں مذاہب کے درمیان گفت وشنید کے اصول طے کیے۔ اس کے بعد WCC نے مختلف خطوں میں مسلم۔عیسائی کانفرنسوں کا انعقاد کیا جن میں مذہبی آزادی، انتہا پسندی کے خاتمے، اور بین المذاہب تعاون پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ یہ مکالمے خصوصاً 1980ء اور 1990ء کی دہائیوں میں بین الاقوامی سطح پر امن وبقائے باہمی کے لیے مؤثر ثابت ہوئے۔[36]

ہندو۔ مسیحی مکالمہ (Hindu–Christian Dialogue)

ورلڈ کونسل آف چرچز نے اپنے Dialogue Programme کے تحت بھارت میں ہندو۔عیسائی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے۔ یہ پروگرام 1970ء کی دہائی میں بھارتی عیسائی مفکر اسٹینلے سمرتھ (Stanley Samartha) کی قیادت میں شروع کیا گیا، جن کا ماننا تھا کہ ہندو اور عیسائی روایات میں روحانیت، قربانی، اور خدمتِ خلق جیسے اصول مشترک ہیں۔ ڈبلیو سی سی ہر سال دیوالی (Diwali) کے موقع پر ہندو برادری کے لیے پیغام جاری کرتا ہے تاکہ بین المذاہب احترام اور رواداری کا اظہار کیا جا سکے۔ یہ پروگرام بھارت میں مذہبی آزادی، عدم تشدد، اور سماجی انصاف کے لیے عملی اقدامات کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔[37]

[35] Dicastery for Interreligious Dialogue & World Council of Churches. (2023, Geneva–Vatican). Joint Statement on Interreligious Dialogue. Geneva–Vatican: Dicastery for Interreligious Dialogue & WCC.

[36] World Council of Churches. (2022, Geneva). Christian–Muslim Dialogue: A Historical Overview. Geneva: WCC Publications.

[37] World Council of Churches. (2021, Geneva). Fifty Years of Hindu–Christian Dialogue. Geneva: WCC.

اسلامی تعاون تنظیم (Organization of Islamic Cooperation – OIC) کا کردار

سعودی عرب کے ساتھ بین المذاہب مکالمہ

اسلامی تعاون تنظیم (OIC) جو 1969ء میں قائم ہوئی، مسلم ممالک کی سب سے بڑی بین الحکومتی تنظیم ہے۔2024ء میں OIC اور OSCE کے مابین جدہ میں ایک اعلیٰ سطحی ملاقات ہوئی جس میں ثالثی، تنازعات کے پرامن حل، اقلیتوں کے حقوق، اور خواتین کی خودمختاری پر زور دیا گیا۔ اس اجلاس کا بنیادی مقصد بین المذاہب ہم آہنگی اور سماجی اشتراک کے لیے عالمی تعاون بڑھانا تھا[38]۔

سویڈن میں حرمتِ قرآن کی خلاف ورزی کی مذمت

OICنے 2023ء میں سویڈن میں قرآن مجید کی بے حرمتی کے واقعہ پر ہنگامی اجلاس منعقد کیا، جس میں رکن ممالک نے اسلاموفوبیا، مذہبی منافرت، اور نفرت انگیز اظہارِ رائے کی مذمت کی۔ سعودی عرب کی میزبانی میں ہونے والے اس اجلاس میں بین الاقوامی قانون کے تحت مذہبی مقدسات کے احترام کو یقینی بنانے کی سفارش کی گئی[39]۔

اسرائیلی جارحیت کی مذمت اور فلسطینیوں کی حمایت

OICنے 2024ء میں اسرائیلی جارحیت اور غزہ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی سخت مذمت کی۔ اجلاس میں فلسطینی عوام کے حقِ خودارادیت کی حمایت اور مشرقی یروشلم کو دارالحکومت بنا کر آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی پرزور تائید کی گئی۔ مزید برآں، تنظیم نے انسانی امداد، پناہ گزینوں کی بحالی، اور مسلم دنیا میں اتحاد پر زور دیا[40]۔

---

[38]Organization of Islamic Cooperation. (2024, Jeddah). OIC–OSCE High-Level Dialogue Report. Jeddah: Organization of Islamic Cooperation.

[39]OIC General Secretariat. (2023, Jeddah). Emergency Session on Desecration of the Holy Qur'an. Jeddah: OIC General Secretariat.

[40]Organization of Islamic Cooperation. (2024, Riyadh). Final Communiqué of the Extraordinary Summit on Palestine. Riyadh: OIC.

نتائجِ تحقیق

1. مکالمہ بین المذاہب انسانی سماج کی بنیادی ضرورت کے طور پر ابھرا ہے۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مختلف تہذیبوں اور ادیان کے مابین امن، رواداری، اور بقائے باہمی صرف مکالمے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اسلام نے آغازِ ہی سے اس تصور کو تقویت دی، جیسا کہ قرآنِ مجید میں "تعالوا الیٰ کلمۃ سواءٍ بیننا وبینکم" (آل عمران:64) کا پیغام عالمی سطح پر مکالمے کی اساس فراہم کرتا ہے۔ صدرِ اسلام میں مکالمے کا عملی نمونہ موجود ہے۔
2. نبی کریم ﷺ نے نہ صرف اہلِ کتاب بلکہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے بھی فکری و روحانی سطح پر گفتگو کی۔ نجران کے عیسائیوں سے مسجدِ نبوی میں مکالمہ، صلح حدیبیہ، اور میثاقِ مدینہ اس کی بہترین مثالیں ہیں، جو مذہبی ہم آہنگی کی اولین بنیادیں فراہم کرتی ہیں۔ اسلامی تاریخ میں مکالمہ بین المذاہب کو علمی روایت کے طور پر فروغ ملا۔
3. قرونِ وسطیٰ کے مسلم علماء—جیسے امام فخر الدین رازی، ابن حزم، ابنِ تیمیہ اور شاہ ولی اللہ—نے غیر مسلم مفکرین سے علمی مناظرے اور مکالمے کو علم و استدلال کی بنیاد پر قائم رکھا۔ ان کی تحریریں اس مکالماتی روایت کی فکری اساس ہیں۔ پاکستانی علماء نے جدید دور میں مکالمہ بین المذاہب کو معاصر تناظر دیا۔
4. ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، مولانا مفتی منیب الرحمن، علامہ محمد طاہر القادری، اور ڈاکٹر قبلہ ایاز (چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل) جیسے علمانے بین المذاہب ہم آہنگی، مذہبی برداشت، اور امنِ عالم کے موضوعات پر علمی و عملی خدمات انجام دیں۔ ان کی تحریریں، کانفرنسز، اور عالمی فورمز پر تقاریر بین المذاہب تعلقات کے فروغ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔
5. پاکستان میں ادارہ جاتی سطح پر بھی قابلِ ذکر پیش رفت ہوئی ہے۔ ادارے جیسے "Interfaith Harmony Council", "Peace and Education Foundation", "Ministry of Religious Affairs" اور "Council of Islamic Ideology" نے مذہبی طبقات کے مابین ہم آہنگی کے لیے مکالماتی منصوبے اور تربیتی پروگرام منعقد کیے، جن سے تعلیمی و سماجی سطح پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔
6. بین الاقوامی ادارے مکالمے کے فروغ میں ہمہ گیر کردار ادا کر رہے ہیں۔ ورلڈ کونسل آف چرچز (WCC)، اسلامی تعاون تنظیم (OIC)، اور یونیسکو (UNESCO) جیسے اداروں نے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مابین امن و احترام کے فروغ کے لیے پلیٹ فارم فراہم کیے۔ WCC نے نظریاتی و روحانی مکالمے کو فروغ دیا جبکہ

OIC نے اسلامی دنیا کے سیاسی و سفارتی مفادات کے ساتھ مذہبی ہم آہنگی کو جوڑا۔

7. بین المذاہب مکالمہ اب ایک علمی و تحقیقی میدان کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ جامعات، تحقیقی ادارے اور بین الاقوامی تنظیمیں مکالمے کو "Conflict Resolution" اور "Peace Studies" کے تناظر میں باقاعدہ نصابی موضوع کے طور پر متعارف کرا چکی ہیں۔

8. اسلامی نقطۂ نظر سے مکالمہ صرف سماجی ضرورت نہیں بلکہ دینی فریضہ ہے۔ اسلام مکالمے کو تبلیغ، اصلاحِ معاشرہ، اور عدل و انصاف کے قیام کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ مکالمہ دشمن کو دشمنی سے نکال کر انسانیت کی سطح پر لاتا ہے۔

9. مکالمہ بین المذاہب میں خواتین اور نوجوانوں کا کردار بھی ابھر رہا ہے۔ حالیہ دہائیوں میں پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں بین المذاہب امن کے منصوبوں میں خواتین اسکالرز، سول سوسائٹی، اور طلبہ تنظیموں کی شمولیت قابلِ ذکر پیش رفت ہے۔

10. تحقیق کے مجموعی نتائج اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ مکالمہ تصادم کا متبادل ہے۔ مذہبی اختلافات کو ختم کرنے کے بجائے ان کے ساتھ زندہ رہنے کا سلیقہ سکھانے والا یہی راستہ پائیدار عالمی امن کی ضمانت بن سکتا ہے۔

سفارشات:

اسلامی و فکری سطح پر

1. قرآنِ مجید اور سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں مکالمۂ بین المذاہب کی اساس کو واضح انداز میں پیش کیا جائے تاکہ امتِ مسلمہ کو اس کی شرعی و اخلاقی بنیادوں کا شعور ہو۔

2. صدرِ اسلام کے مکالماتی نمونوں (میثاقِ مدینہ، نجران کے عیسائیوں سے مکالمہ، صلح حدیبیہ وغیرہ) کو موجودہ دور کے بین المذاہب ماڈلز کے لیے بنیادی فریم ورک کے طور پر اپنایا جائے۔

3. مکالمے کو دعوتِ اسلامی کا ایک عملی پہلو سمجھا جائے، جو صرف برداشت نہیں بلکہ بلندیٔ اخلاق، عدل، اور حکمت پر مبنی گفت و شنید کا تقاضا کرتا ہے۔

4. اسلامی دنیا میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق، مذہبی آزادی، اور مساوات کے اسلامی اصولوں کو مؤثر انداز میں اجاگر کیا جائے تاکہ مغربی بیانیوں کا متوازن علمی جواب دیا جا سکے۔